© rasailojaraid.com

جناب قاری فیوض الرحمٰن بی۔ اے پشاور یونیورسٹی

حق گوئی و بیباکی کی ایک نادر مثال

بنو امیہ کا دور ہے۔ حجاج بن یوسف فرماں روا ہے۔ سعید بن جبیرؒ ایک مشہور تابعی کی گرفتاری کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ شروع شروع میں حجاج کے کارندے سعید بن جبیرؒ کو گرفتار کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ دولت امیہ اپنے دامن گرفت کو اور زیادہ سخت کر دیتی ہے۔ آپؒ بھی اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس کے ظالم پنجوں سے کسی طرح بچ سکیں۔ لیکن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوتے۔ والئ مکہ ایک موقع پا کر ان کو گرفتار کرتا اور حجاج بن یوسف کے دربار میں بھجوا دیتا ہے۔ ذیل میں جو واقعہ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ اسلام کے ان سپوتوں کے ایک سپوت کی حق گوئی و بیباکی اور استقلال و ثابت قدمی کا ایک ایسا شاہکار ہے جسے ہماری تاریخ نے انمٹ حروف میں جُوں کا توُں محفوظ رکھا ہے۔ تاکہ آنے والی نسلیں اس سے سبق لے سکیں۔ یہ واقعہ ایک ایسی مثال پیش کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حق گوئی و بیباکی اُن بزرگوں کے دل ایسے مضبوط کر دیتی ہے۔ کہ وہ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مگر پرواہ نہیں کرتے۔

باوجودیکہ وہ جلاّد کے ہاتھ میں شمشیر برہنہ دیکھتے ہیں۔ مگر پرواہ نہیں کرتے۔ لاریب! وہ جانتے ہیں کہ اس دربار میں حق گوئی کا مظاہرہ کرنے والوں کی ضیافت دھانی اُن سونتی ہوئی تلواروں سے کی جاتی ہے۔ جو جلاّدوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اور بلاشبہ وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ حق پرستوں کو حق پرستی سے باز رکھنے کی یہ ایک سازش ہے۔ مگر یہ سازش ان کے بے مثال جذبۂ حق کے سامنے بالآخر سرنگوں ہو جاتی ہے ـــــ کیوں؟ ـــــ اس لئے کہ ان حضرات کے نزدیک، ظالم بادشاہ کے سامنے حق کا اعلان کرنا بہترین جہاد کہلاتا ہے۔ وہ دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہ کے سامنے بھی حق گوئی و بیباکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے ؎

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اچانک حجاج بن یوسف، سعید بن جبیرؓ کو اپنے دیکھتا اور اُن سے مخاطب ہوتا ہے۔
حجاج ـــــ کون ہو ؟ آپؒ فرماتے ہیں: "سعید بن جبیرؒ" حجاج انتہائی غصہ میں آجاتا ہے۔ جسکی وجہ سے اس کو اُن کے نام کے اچھے الفاظ بھی تلخ معلوم ہوتے ہیں۔ اور جوشِ غضب میں کہنے لگتا ہے۔ "اُنتَ شقیّ بن کسیر" آپؒ فرماتے ہیں: میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں"۔ حجاج اور بگڑ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے: تمہاری والدہ بھی بجنت اور تم بھی" سعید کہتے ہیں: "غیب کی جاننے والی ذات تیرے سوا کوئی اور ہے؟
حجاج ـــــ (جل کر) دیکھو تو میں تم کو دنیا کے بدے میں کیسی لپٹیں مارتی ہوئی آگ دیتا ہوں۔
حجاج ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟
سعید ـــــ آپؐ امام ھدیٰ اور نبئ رحمت تھے۔
حجاج ـــــ خلفاء کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟
سعید ـــــ (لستُ علیھم بوکیل) میں ان کا قاضی نہیں۔
حجاج ـــــ ان میں کون افضل تھا۔؟
سعید ـــــ جو میرے مالک کی مرضی کا سب سے زیادہ پابند تھا۔
حجاج ـــــ کون سب سے زیادہ رضا جو تھا۔؟
سعید ـــــ اس کا صحیح علم اُس ذات کو ہو سکتا ہے جو ان کے ظاہر و باطن سے پوری طرح باخبر ہے۔
غرض اس قسم کے سوالات وجوابات جاری رہتے ہیں ـــــ حضرت سعیدؒ اسے کوئی موقعہ گرفت نہیں دیتے۔ بلکہ اپنے صاف اور بچے تُلے الفاظ سے اسکی برہمی میں اور زیادتی کر دیتے ہیں۔ آخر حجاج کھسیانا ہو کر اپنے آپ سے کہنے لگتا ہے۔ اے سعید! تم ہی بتاؤ تمہیں کس طرح قتل کروں۔؟
سعید ـــــ یہ تو آپ کی پسند ہے۔ آپ جیسے مجھے قتل کریں گے، خدا ایسا ہی تمہیں قتل کرے گا۔
حجاج ـــــ کیا میں معاف کر دوں۔؟
سعید ـــــ عفو و درگذر ہو تو اللہ کی طرف سے تم بھلا کسی کو کیا معاف کرو گے۔
اس جواب پر بحث ختم ہوتی ہے۔ اور حجاج کا حکم صادر ہوتا ہے۔ اور سعیدؒ جلاد کے ہمراہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باہر لائے جاتے ہیں، حجاج کا پورا رعب و دبدبہ اللہ کے اس سعید بندے پر کسی طرح بھی مؤثر ثابت نہیں ہوتا۔ آپ باہر آکر ہنسنے لگتے ہیں۔ حجاج کو اسکی خبر ملتی ہے۔ وہ آپ کو واپس بلاتا اور وجہ دریافت کرتا ہے ۔

آپ فرماتے ہیں ۔ عجبت من جرأتك على الله وحلم الله عليك ۔ مجھے خدا کے مقابلہ میں تیری اس جرأت و دلیری اور تیری نسبت اللہ کے حلم پر تعجب ہوا۔

حجاج اس گرم فقرے کو سُن کر آپے سے باہر ہونے لگتا ہے۔ اور جلادوں کو آرڈر دیتا ہے۔ کہ میرے سامنے اس کی گردن اتار دو۔

اب جبیر کے بیٹے سعید شہادت کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ اور اپنا رُخ قبلہ کی طرف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وجهت وجهى للذى فطر السموات والارض حنيفاً وما انا من المشركين۔

حجاج ۔۔۔ ان کا منہ قبلہ سے پھیر دو۔

سعید ۔۔۔ فاينما تولوا فثم وجه الله ۔ جدھر تم پھیرو گے اللہ اسی طرف ہے۔

حجاج ۔۔۔ اوندھا ڈال دو۔

سعید ۔۔۔ منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى ۔ ہم نے اسی زمین سے تمہیں پیدا کیا۔ اسی میں لوٹائیں گے۔ اور اسی سے ایک دفعہ پھر تم کو نکالیں گے۔

حجاج آپکی سیف زبانی سے تنگ آکر جلاد کو جلدی کا حکم دیتا ہے۔

سعید کلمہ شہادت پڑھتے اور حجاج کو گواہ بناتے ہوئے فرماتے ہیں: سُن لے! یہاں میری جان تو لے لے، میدان حشر میں میں تجھ سے لے لوں گا۔" آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ جلاد کا ہاتھ اٹھتا ہے۔ آپ کا سر تن سے جدا ہوجاتا ہے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ کے جسم سے اس قدر خون نکلتا ہے۔ کہ حجاج حیرت میں آکر اپنے طبیب کو تفتیش کا حکم دے دیتا ہے۔ طبیب خاص کی رپورٹ تیار ہوجاتی ہے۔ اور یوں عرض کرتا ہے۔ حضور! اور مقتولوں کا ڈر کے مارے آدھا خون خشک ہوجاتا تھا۔ برعکس سعید بن جبیرؒ کے کہ ان کا دل پوری طرح مطمئن تھا، انکی طبیعت بالکل آسودہ تھی، اضطراب و بے چینی کا اس طرف گذر بھی نہیں ہوا۔ اس لئے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا۔ یہ واقعہ شعبان ۹۵ھ کا ہے۔ اور رمضان کے بعد اُسی سال حجاج بھی اس دنیا سے روپوش ہوجاتا ہے ■■

© rasailojaraid.com